AL-‘ULŪM **ISSN:** 2709-3484 (Print) | 2709-3492 (Online)
https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/about
(July-December) 2025, (59-82)

نفسیاتی اور ذہنی حربے: نبوی عسکری حکمت عملی اور عصری اطلاقات

عمار احمد، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ
سعید الحق جدون، لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

Psychological and Cognitive Tactics in Prophetic Military Strategy and their Contemporary Applications

1. **Ammar Ahmed,**
   Ph. D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra
2. **Saeed ul haq jadoon (PhD),**
   Lecturer Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra

Keywords:
Prophetic military strategy, psychological warfare, cognitive tactics, contemporary applications, leadership in Islam.

How to Cite

Ahmad, A., & jadoon (PhD), S. ul haq . . (2025). نفسیاتی اور ذہنی حربے : نبوی عسکری حکمت عملی اور عصری: اطلاقات Psychological and Cognitive Tactics in Prophetic Military Strategy and Their Contemporary Applications. *Al-‘Ulūm Journal of Islamic Studies*, *6*(2), 59–82. Retrieved from https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/article/view/191

Abstract: This study examines the psychological and cognitive tactics within the military strategies of Prophet Muhammad (peace be on him) and highlights their enduring significance in contemporary contexts. The study argues that warfare in the Prophetic era transcended mere physical combat, encompassing dimensions of mental resilience, intellectual engagement, and strategic wisdom. The Prophet’s (peace be on him) leadership embodied a distinctive synthesis of spiritual authority, psychological acumen, and strategic brilliance, enabling the Muslims to achieve decisive victories despite overwhelming odds. Drawing from classical Islamic sources, the research identifies key elements of Prophetic psychological strategy: inspiring companions through poetry and rhetoric, selecting battlegrounds to secure psychological advantage, regulating the flow of information, and effectively countering enemy propaganda. These strategies not only enhanced morale but also weakened the resolve of adversaries. While the nature of psychological warfare today differs in its tools and methods, many of these principles retain strong relevance in modern contexts. Their application can be observed in psychological operations, media influence, political discourse, and economic pressures across the contemporary world. The study concludes that the Prophet’s (peace be on him) psychological strategies were firmly rooted in ethical principles, offering timeless lessons for leadership, conflict management, and addressing socio-political challenges in the present age.

[1.] Corresponding author Email: ammarahmad3993@gmail.com

موضوع کا تعارف

انسانی تاریخ میں جنگ وجدل ہمیشہ سے مختلف خطوں میں مختلف طریقوں سے جاری رہا ہے، جن میں صرف جسمانی محاذ ہی نہیں بلکہ ذہنی اور نفسیاتی میدان بھی شامل رہا۔ نفسیاتی جنگ یا ذہنی حربے وہ اثر انگیز اور باریک حکمت عملیاں ہیں جن کا مقصد دشمن کے حوصلے کو توڑنا، ان کے ارادوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنا اور ان کی کارکردگی کو کمزور کرنا ہوتا ہے۔ یہ حربے آج کے دور میں نہایت پیچیدہ اور وسعت اختیار کر چکے ہیں جہاں میڈیا، معلوماتی ٹیکنالوجی، اور ذہنی دباؤ کے ذریعے دشمن کی نفسیاتی حالت کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں خصوصاً نبوی دور میں نفسیاتی جنگ کی ایک جامع اور علمی حکمت عملی موجود تھی جسے نبوی عسکری حکمت عملی کے طور پر جانا جاتا ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے نہ صرف جسمانی میدان جنگ میں اپنی دور رس بصیرت سے دشمن کو شکست دی بلکہ نفسیاتی حربوں کے ذریعے بھی فتوحات حاصل کیں۔ یہ حکمت عملی معاشرتی امن اور ریاستی سلامتی کو مدنظر رکھتے ہوئے نفسیاتی جنگ کو حدود اور اصولوں میں بندھار کھتی تھی تاکہ ظلم وفساد کا خاتمہ ہو اور امن قائم رہے۔ نبی کریم ﷺ کی حکمت عملی میں دشمن کی نفسیاتی کمزوریوں کو سمجھ کر ان پر حملہ کرنا، ان کے حوصلے پست کرنا، اور اسلامی لشکر کے حوصلے بلند رکھنا شامل تھا۔

موجودہ عالمی حالات میں جہاں ذہنی اثرات اور نفسیاتی حالات کا دفاعی وجارحانہ میدان میں کردار بڑھتا جا رہا ہے، وہاں نبوی حکمت عملی کا مطالعہ اور اس کی عصری دنیا میں تطبیق نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ یہ تحقیق نفسیاتی جنگ کی نبوی حکمت عملی کے اصولوں کو جدید مسائل کے تناظر میں پیش کرتی ہے اور یہ تجویز کرتی ہے کہ تعلیمی، دعوتی، اور عسکری اداروں کو اس حکمت عملی کو اپنے نصاب اور تربیتی پروگراموں میں شامل کرنا چاہیے تاکہ ذہنی ونفسیاتی دفاع مضبوط ہو سکے۔

یہ مقالہ نہ صرف اسلامی عسکری تاریخ کی ایک نہایت اہم جہت کو اجاگر کرتا ہے بلکہ موجودہ دور میں ذہنی ونفسیاتی میدان میں ہونے والی جنگوں کا مقابلہ کرنے کے لیے نبوی حکمت عملی کو ایک مؤثر اور علمی بنیاد فراہم کرتا ہے، جو معاصر معاشرتی، سیاسی اور عسکری فضا میں امن وامان کے قیام میں کلیدی کردار ادا کر سکتی ہے۔

نفسیاتی جنگ کا تعارف

نفسیاتی جنگ کے اثرات اور طریقوں سے پہلے اس کے مفہوم کی وضاحت ضروری ہے چنانچہ مریم ویبسٹر کے مطابق:

> "وہ اقدامات یا تدابیر جو کسی کو (مثلاً دشمن یا حریف کو) کم حوصلہ، مایوس، خوف زدہ یا بے اعتماد کرنے کے لیے کیے جائیں۔"[1]

---

[1] https://www.merriam-webster.com/dictionary/psychological%20warfare. Accessed on: 15/09/2025

انسائکلوپیڈیا آف برناٹیکا کے مطابق:

> ایسی منظم اور منصوبہ بند ابلاغی و عملی حکمتِ عملی، جس میں دشمن کے حوصلے توڑنے، اس کی مزاحمتی قوت کمزور کرنے اور اسے ذہنی طور پر دباؤ میں لانے کے لیے مختلف ذرائع استعمال کیے جائیں۔ اس میں پروپیگنڈا، افواہوں کا پھیلاؤ، خوف پیدا کرنے والی کارروائیاں اور ایسی معلومات کی ترسیل شامل ہوتی ہے جو دشمن کے جذبات، سوچ اور ارادوں پر اثر انداز ہو، ساتھ ہی اتحادیوں اور اپنی فوج کا عزم مضبوط کرنے کا بھی مقصد رکھتی ہو۔ یہ عمل فوجی، سیاسی یا معاشی تدابیر کے ساتھ مل کر جنگی حکمتِ عملی کا ایک مؤثر ہتھیار بنتا ہے۔[2]

ڈاکٹر ولیم لکھتے ہیں:

> نفسیاتی جنگ کسی قوم کی وہ مجموعی حکمتِ عملی ہے جس کے ذریعے کسی قوم کے ردِ عمل، ارادوں اور سوچ پر اثر ڈالا جاتا ہے اور اس میں دشمن کی پالیسی یا رویے کو تبدیل کرنے کیلئے خوف وہراس پھیلانا بھی شامل ہے۔[3]

رابرٹ کے مطابق:

> نفسیاتی جنگ وہ منظم حکمتِ عملی ہے جس میں پروپیگنڈا، دھمکیاں اور غیر جنگی طریقے بروئے کار لائے جاتے ہیں تاکہ جغرافیائی-سیاسی کشیدگی کے دوران دشمن کو گمراہ، خوفزدہ یا اس کے رویّے کو بدلنے کے لیے متاثر کیا جاسکے۔[4]

دورِ جدید میں نفسیاتی جنگ کی اہمیت

دورِ جدید میں نفسیاتی جنگ کی اہمیت ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتی جارہی ہے کیونکہ آج کی دنیا میں فزیکل طاقت کے ساتھ ساتھ ذہنی اور معلوماتی طاقت کی بھی انتہائی قدر و قیمت ہے۔ عالمی سیاست میں تیزی سے بدلتے ہوئے رجحانات کے باعث ممالک اب اپنے قومی مفادات کو تحفظ دینے کے لیے نفسیاتی حربوں کو بھی مرکزی حیثیت دے رہے ہیں۔ یہ جنگ صرف فوجی محاذ تک محدود نہیں رہی بلکہ میڈیا، سوشل نیٹ ورکس، اور مواصلاتی ذرائع کے ذریعے ذہنوں پر قابو پانے کی کوششوں کا حصہ بن چکی ہے۔ دشمن کے حوصلے پست کرنا، عوام کو منتشر کرنا اور سیاسی و سماجی سطح پر اثر انداز ہونا اب نفسیاتی جنگ کا بنیادی ہدف بن چکا ہے۔

---

[2] https://www.britannica.com/topic/psychological-warfare .

[3] William E. Daugherty. and Morris Janowitz, A Psychological Warfare Casebook (Baltimore, MD: Operations Research Office, Johns Hopkins University, 1958), 13.

[4] Longly, **Robert An introduction to psychological warfare**, (Thoughtco ,October 22, 2019AD), Available online at https://www.thoughtco.com/psychological-warfare-definition-4151867. Accessed on: 20/01/2026

مختلف ملکوں نے اس جنگ کو سمجھتے ہوئے اپنی حکمت عملیوں میں نفسیاتی حربے شامل کر لیے ہیں تاکہ ان کی داخلی سلامتی اور سیاسی استحکام متاثر نہ ہو سکے۔ جدید جنگوں میں جہاں ہتھیاروں کی بازگشت سنائی دیتی ہے، وہیں ذہنی تناؤ اور سیاسی پروپیگنڈا بھی ایک طاقتور ہتھیار ثابت ہو رہا ہے، جو دشمن کو نہ صرف فوری بلکہ طویل المدتی طور پر نقصان پہنچاتا ہے۔ اس لیے آج کے دور میں کسی بھی ملک کی سلامتی اور قومی ترقی نفسیاتی دفاع کی مضبوطی سے منسلک ہو چکی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیا جا رہا ہے تاکہ جدید چیلنجز کا مقابلہ کیا جا سکے۔

نفسیاتی جنگ (Psychological Warfare) کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ امریکی فوج میں اس مقصد کے لیے ایک مخصوص یونٹ (Psychological Operations Unit یا PSYOP) قائم ہے۔ اس یونٹ کے اہلکار نہ صرف ذہنی و نفسیاتی اعتبار سے اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل ہوتے ہیں بلکہ انہیں مخصوص تربیت بھی دی جاتی ہے۔ ان کا بنیادی کام دشمن کی ذہنی حالت، کمزوریوں اور جذبات کا تجزیہ کرنا، ایسے پیغامات اور اقدامات تیار کرنا جو دشمن کے حوصلے کو توڑ سکیں، اور درست وقت پر یہ پیغامات پہنچانا ہوتا ہے۔ یہ یونٹ پروپیگنڈا مہمات، جھوٹی یا گمراہ کن معلومات کی فراہمی، اور مختلف نفسیاتی حربوں کے ذریعے دشمن کو کمزور کرنے کی منصوبہ بندی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ یونٹ اتحادی ممالک کی نفسیاتی اثرورسوخ بڑھانے اور ضرورت پڑنے پر سول حکام کو معلوماتی معاونت فراہم کرنے میں بھی کردار ادا کرتا ہے۔[5]

نبی کریم ﷺ کی نفسیاتی بصیرت

نبی کریم ﷺ کی زندگی اور دور کی حکمت عملیوں کا مطالعہ اس امر کا مظہر ہے کہ آپ ﷺ نہ صرف ایک عظیم روحانی پیشوا اور رہنما تھے بلکہ ایک ماہر نفسیات بھی تھے۔ آپ ﷺ نے انسانی نفوس کی باریکیوں کو گہرائی سے سمجھا اور اسی فہم کی بنیاد پر اپنے دعوتی، اجتماعی اور انفرادی اقدامات کی حکمت عملی ترتیب دی۔ نفسیاتی ماہرین آج بھی آپ ﷺ کی شخصیت اور اختیارات کا مطالعہ اس لئے کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جس طرح سے انسانی قلوب اور ذہنوں کو پہچانا اور سمجھا اسطرح سے نا اس سے پہلے کسی نے سمجھا اور نا آئندہ جان سکتا ہے۔

کتب سیر و ذخیرہ احادیث میں بکثرت ایسے واقعات و امثلہ موجود ہیں جن سے آپ ﷺ کا یہ وصف نمایاں نظر آتا ہے حتی کے بسا اوقات ایسا غیر معمولی واقعہ درپیش ہوتا کہ سامنے والے کا خون کھول اٹھتا۔ مگر ایسے حالات میں بھی آپ علیہ الصلوۃ والسلام انتہائی صبر و تحمل سے ماحول کا جائزہ لیتے ہوئے، سامنے والی کی نفسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس معاملے کو حل کرتے کہ عقل ششدر رہ جاتی ہے۔ حضرت ابو امامہؓ کی ایک روایت میں ہے کہ ایک نوجوان رسولِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور نہایت صاف گوئی کے ساتھ عرض کیا کہ مجھے بدکاری کی اجازت دی جائے۔ یہ غیر معمولی درخواست

---

[5] https://www.goarmysof.army.mil/PO/ -Accessed on: 20/09/2025

سن کر حاضرینِ مجلس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبات بھڑک اُٹھے اور بعض نے تنبیہ کے لیے آگے بڑھنا چاہا۔ لیکن سرورِ کائنات ﷺ نے تحمل کا مظاہرہ فرمایا اور ارشاد کیا: ”اسے میرے قریب لے آؤ۔“ جب وہ نوجوان قریب آ بیٹھا تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے نہایت نرمی اور حکمت کے ساتھ اُس کے ضمیر کو مخاطب کیا۔ آپ نے پوچھا“ : کیا تم یہ گوارا کر سکتے ہو کہ کوئی تمہاری والدہ کے ساتھ ایسا فعل کرے؟ ”نوجوان نے فوراً کہا کہ نہیں، ہرگز نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : ”لوگ بھی اپنی ماؤں کے بارے میں یہی جذبہ رکھتے ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے اسی طرزِ استفسار کو دہراتے ہوئے بیٹی، بہن، پھوپھی اور خالہ کا ذکر کیا، اور نوجوان ہر مرتبہ یہی کہتا رہا کہ وہ کسی صورت ایسے فعل کو پسند نہیں کرتا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے ہر جواب کے بعد فرمایا کہ لوگ بھی اپنے خاندان کی خواتین کے بارے میں وہی حساسیت رکھتے ہیں جو تم رکھتے ہو۔

اس دل نشین مکالمے کے بعد آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اُس کے سینے پر رکھا اور دعا فرمائی“ : اے اللہ! اس کے گناہ معاف فرما، اس کے دل کو پاکیزہ کر اور اس کی شرمگاہ کو محفوظ رکھ۔ ”روایت کے مطابق اس نصیحت اور دعا کے اثر سے وہ نوجوان آئندہ کبھی بدکاری کی طرف مائل نہ ہوا۔[6]

یہ واقعہ اس بات کی بہترین مثال ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کس حکمت اور نفسیاتی بصیرت سے نوجوان کے دل میں گناہ کی قباحت بٹھائی۔ آپ ﷺ نے فوراً ممانعت یا سرزنش نہیں کی بلکہ پہلے نرمی سے گفتگو کی، اس کے جذبات کو سمجھا اور پھر سوالات کے ذریعے اسے اُس کے اپنے ہی احساسات کی روشنی میں قائل کیا کہ جس فعل کو وہ اپنے لیے پسند نہیں کرتا، دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرے۔ یہ اسلوب نہ صرف دلائل سے بھرپور تھا بلکہ اس کے ذریعے نوجوان کے اندر خود شعوری پیدا کر کے اس کے دل میں گناہ سے نفرت پیدا کر دی گئی۔ یہ واقعہ نفسیاتی تربیت اور اخلاقی اصلاح کا ایک مثالی نمونہ ہے جس سے آج کے دور کے ماہرینِ نفسیات بھی رہنمائی لے سکتے ہیں۔

ایسے ہی آپ علیہ السلام نے بیماروں کے ساتھ نرمی اور تسلی سے گفتگو کا حکم دیا کیونکہ شفا تو اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے طبیب تو بس ایک ذریعہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک طبیب سے کہا:

أنت رفيق، والله الطبيب.....[7]

تمہارا کام تو صرف مریض سے نرمی اور اطمینان سے گفتگو کرنا ہے، علاج تو اللہ تعالی خود کریں گے۔

جدید طریقہ علاج میں بھی اس بات کو تسلیم کیا جاتا ہے کہ مریض کا پہلا علاج اس کیلئے تسلی کے کلمات ہیں جس سے وہ کافی حد تک بہتر ہو جاتا ہے اور اس کے بعد دوا جلد اثر کرتی ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ عیادت کیلئے جانے والوں کو بھی یہی تلقین کرتے تھے:

جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس کی عمر دراز ہونے کی امید دلاؤ، کیونکہ اس سے قضا و قدر میں کوئی

---

[6] ۔ أحمد بن محمد بن حنبل، **المسند** (بيروت: مؤسسة الرسالة، 2001ء)، رقم الحديث: 22211۔

[7] ۔ احمد بن حنبل، **المسند**، حديث أبي رمثة التميمي ويقال التيمي، رقم الحديث: 17492۔

تبدیلی نہیں آتی، مگر مریض کا دل خوش اور مطمئن ہو جاتا ہے۔[8]

مارٹن لنگز کے مطابق: نبی اکرم ﷺ کی عسکری حکمتِ عملی کا مطالعہ سیرت اور تاریخِ اسلام کا ایک اہم باب ہے۔ اس میں دفاعی معرکے، معاہدات، جاسوسی، جنگی اصول، قیدیوں کے ساتھ سلوک اور غیر مسلم طبقات کے ساتھ تعلقات جیسے متنوع اور حساس موضوعات شامل ہیں۔ ہر مرحلے میں آپ ﷺ نے حکمت، عدل اور بصیرت کے ساتھ فیصلے کیے جو بعد ازاں اسلامی عسکری فقہ اور سیاست کی بنیاد بن گئے۔ بدر، احد، خندق، خیبر اور فتحِ مکہ جیسے واقعات صرف فوجی مہارت کی مثالیں نہیں بلکہ اخلاقی ضوابط اور انسانیت کے احترام کے عملی نمونے بھی ہیں۔ مثلاً فتحِ مکہ کے دوران عام معافی کا اعلان ایک ایسا سیاسی قدم تھا جس نے عرب میں دشمنی کو کم کر کے معاشرتی اور قلبی تبدیلیاں لانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔[9]

آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی ان حکیمانہ گفتگوؤں اور دلوں کو بدل دینے والی حکمتِ عملیوں کے نتیجے میں اُس دور کے معاشرے میں نمایاں اور ہمہ گیر تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ لوگوں کے دلوں میں گناہوں سے بچنے اور پاکیزہ زندگی گزارنے کا جذبہ بیدار ہوا، عبادت اور تقویٰ کی طرف رغبت بڑھی، زکوٰۃ اور صدقہ دینے کا ذوق پروان چڑھا اور مال و دولت کو راہِ خدا میں خرچ کرنے کا شوق عام ہوا۔ گھروں میں محبت، الفت اور باہمی اعتماد قائم ہوا، والدین کے احترام اور رشتہ داری نبھانے کا جذبہ مضبوط ہوا۔ قبائلی عصبیت اور انتقامی رویّے ختم ہو کر عدل، رحم اور معافی کا رجحان پیدا ہوا۔ یہ تبدیلیاں محض مذہبی نہیں بلکہ سماجی، اخلاقی اور نفسیاتی سطح پر بھی ایک نئے دور کی بنیاد بن گئیں جس نے پورے عرب معاشرے کو جہالت و تعصب سے نکال کر اخوت، مساوات اور اعلیٰ انسانی قدروں کی راہ پر گامزن کر دیا۔

نفسیاتی حربے اور نبوی عسکری حکمت عملی

جنگ کسی بھی قوم اور ملک کے لئے ایک حساس کام ہوتا ہے، جس میں وہ ہر قسم کے حربے استعمال کرتے ہیں۔ عسکری جنگ کے نقصانات کو دیکھ کر قدیم و جدید دونوں ادوار میں اس کے متبادل نفسیاتی جنگ کا تصور بہت اہم سمجھا جاتا ہے۔ دنیا آج نفسیاتی جنگ سے متعارف ہوئی لیکن رسول اللہ ﷺ نے آج سے صدیوں سال پہلے اس کا عملی نمونہ پیش کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ جہاں ہر پہلو سے کمالات کا نمونہ ہے، وہیں میدانِ جنگ میں آپ کی حکمتِ عملی اور بصیرت بھی اپنی مثال آپ تھی۔ آپ ﷺ نے نہ صرف دشمن کے مقابلے میں غیر معمولی جرات اور تدبر کا مظاہرہ کیا بلکہ ایسی حکیمانہ منصوبہ بندی فرمائی جس میں گہری نفسیاتی سوجھ بوجھ اور انسانی فطرت کی باریکیاں پوشیدہ تھیں۔ آپ کے فیصلے محض عسکری نہیں بلکہ اخلاقی، روحانی اور ذہنی تربیت کا بھی ذریعہ بنتے تھے، جس کے نتیجے میں باوجود قلت افراد و ساز و سامان کے بھی مسلمان لشکر کے حوصلے بلند اور دلوں میں اعتماد قائم رہتا۔ دشمن کے عزائم کو کمزور کرنے اور اپنے ساتھیوں کے

---

[8] ابو عبد الله محمد بن يزيد ابن ماجة، **سنن ابن ماجة**، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عيادة المريض (بيروت: دار إحياء الكتب العربية، س-ن)، رقم الحديث: 1438۔

[9] ارٹن محمد لنگز: **ابتدائی مصادر کی روشنی میں سیرت**، مترجم: مفتی تقی عثمانی (کراچی: دارالاشاعت، 2010ء)، 181.

حوصلے کو مضبوط رکھنے کے لئے آپ ﷺ کے انداز میں وہ حکمت کارفرما تھی جس سے آج کے جدید عسکری اور نفسیاتی ماہرین بھی رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کی جنگی حکمتِ عملی میں صبر، بروقت فیصلہ، معلومات کی حفاظت، حوصلہ افزائی، اور دشمن کی ذہنی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے جیسے اصول شامل تھے، جو ہر دور کے لیے کامیابی کا درس دیتے ہیں۔ یہ اسباق آج کے دور میں بھی قیادت، انتظامی معاملات اور عالمی سطح کی حکمتِ عملی کے لیے ایک روشن مینار کی حیثیت رکھتے ہیں۔

1۔ شعر و شاعری سے نفسیاتی حرب اور عصری اطلاقات

نبی اکرم ﷺ کا زمانہ ایسا دور تھا جب شعر و شاعری عرب معاشرت کا نہایت اہم اور مؤثر حصہ تھا۔ عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس کے افراد اس فن سے کسی نہ کسی درجے میں واقف نہ ہوں۔ موقع اور محل کی مناسبت سے اشعار کہنا ایک عام روایت تھی۔ یہ محض تفریح یا ذوقِ سخن تک محدود نہ تھا بلکہ اجتماعی زندگی اور قبائلی مقابلوں میں ایک طاقتور ہتھیار کی حیثیت رکھتا تھا۔ قبائل کے باہمی فخر و مباہات، مناظرے اور باہمی چیلنج کے مواقع پر اشعار کے ذریعے اپنی برتری جتائی جاتی۔ جنگ کے میدان میں بھی یہ فن غیر معمولی اہمیت رکھتا تھا، جہاں شعر سپاہیوں کے حوصلے بلند کرنے، دشمن کا حوصلہ پست کرنے اور دلوں میں جوش وولولہ پیدا کرنے کے لیے استعمال کئے جاتے تھے۔

اس دور میں خواتین بھی اس فن سے ناآشنا نہ تھیں، وہ معرکہ کارزار میں محض تماشائی نہیں بلکہ مردوں کے حوصلے بڑھانے اور دشمن کے خلاف جذبات بھڑکانے میں پیش پیش رہتی تھیں۔ اُحد کے معرکے میں اس کی نمایاں مثال ملتی ہے جہاں ہند بنت عتبہ اپنے قبیلے کی دیگر عورتوں کے ساتھ شریک ہوئیں اور مسلسل اشعار اور جوشیلی صداؤں سے قریش کے سپاہیوں کا حوصلہ بڑھاتی رہیں۔ علامہ ابن کثیرؒ نے ہند بنت عتبہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> وكان لها تحريض على قتل المسلمين يومئذ....[10]
>
> وہ اپنے خاوند کے ساتھ اسلئے شریک ہوئی تھیں کہ اس دن وہ لشکر کفار کو مسلمان کے خلاف اکسا سکیں۔

یہاں تک کہ جب قریش کا لشکر پسپا ہونے لگے تو خواتین مسلسل انہیں عار دلاتی رہیں اور انہیں میدان میں جمے رہنے پر ابھارتی رہیں۔ مگر جب جنگ کا رخ بدلا اور قریش کو برتری حاصل ہوئی تو ہند نے احد کے شہداء کے بارے میں نہایت تلخ اور دل خراش اشعار کہے جنہوں نے مسلمانوں کے دلوں کو گہری چوٹ پہنچائی۔ اسی موقع پر ہند بنت اثاثہؓ آگے بڑھیں اور نہایت حوصلے اور فصاحت کے ساتھ انہی کے انداز میں جواب دیا، جس سے مسلمانوں کا حوصلہ بلند ہوا۔[11]

یہ تمام پہلو اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ اُس زمانے میں شعر و ادب محض ذوقِ لطافت نہیں بلکہ ایک بھرپور سماجی اور عسکری قوت کی حیثیت رکھتا تھا، جو دلوں کو گرمانے اور جنگی حکمتِ عملی کا حصہ بننے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

---

[10] إسماعيل بن عمر ابن كثير، **البداية والنهاية** (بيروت: دار الفكر، 1986ء)، 51:7۔

[11] عبدالملك بن هشام، **السيرة النبوية** (مصر: مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده، 1955ء)، 91:2۔

سن سات ہجری میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ قضاء کرنے گئے عمرۂ قضاہ کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو منظر نہایت پُر ہیبت اور پر جلال تھا۔ آپؐ کے آگے آگے حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ گامزن تھے۔ جوشِ ایمان سے لبریز ہو کر وہ زور دار اشعار پڑھتے جا رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عمرؓ کو تعجب ہوا تو کہنے لگے: ابنِ رواحہ! اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے اور حرمت والے شہر میں تم یہ اشعار سنا رہے ہو؟ اس پر نبی اکرم ﷺ نے بڑے اطمینان سے فرمایا:

> عمر! اسے کہنے دو، یہ کافروں کے دلوں پر تیروں کی بارش سے بھی زیادہ اثر ڈالنے والی بات ہے۔[12]

یعنی ان اشعار سے کفار کے دل میں جو ہیبت اور خوف پیدا ہوگا وہ بڑی سے بڑی لڑائی سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے نبی اکرم ﷺ ان صحابہ کو ترغیب دیتے تھے جو اشعار کہہ سکتے تھے اور دشمن کا مقابلہ کرنے کی ہمت رکھتے تھے۔ ایک موقع پر اس کی فضیلت اور ضرورت کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

> إن المؤمن يجاهد بسيفه ولسانه، والذي نفسي بيده، لكأن ما ترمونهم به نضح النبل-[13]
>
> مؤمن اپنی جان اور اپنی زبان دونوں کے ذریعے جہاد کرتا ہے، اور اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! گویا وہ اپنی زبان سے دشمن پر ایسے وار کرتا ہے جیسے تیر برساتا ہو۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر اپنے صحابہ سے فرمایا کہ "قریش کی ہجو کرو، کیونکہ یہ ان پر تیروں کی بارش سے بھی زیادہ سخت اثر ڈالتی ہے"۔ اس مقصد کے لیے سب سے پہلے آپ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کو بلایا اور ان سے کہا کہ وہ قریش پر اشعار میں جواب دیں۔ ابنِ رواحہؓ نے کچھ اشعار کہے مگر حضور ﷺ کو وہ انداز پسند نہ آیا۔ پھر آپ نے حضرت کعب بن مالکؓ کو بلایا، لیکن بات مکمل نہ بنی۔ اس کے بعد حضرت حسان بن ثابتؓ کو طلب کیا گیا۔

جب حسانؓ حاضر ہوئے تو مسکراتے ہوئے بولے، اب وقت آگیا ہے کہ اس شیر کو بلایا جائے جو اپنی دم سے ضرب لگاتا ہے۔ پھر اپنی زبان کو ہلایا اور کہا، قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، میں اپنی زبان سے انہیں اسی طرح چیر ڈالوں گا جیسے کوئی چمڑے کو کاٹتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ذرا ٹھہرو، پہلے ابو بکرؓ سے مدد لو، وہ قریش کے نسب و قبائل کے سب سے بڑے جاننے والے ہیں، اور میرا بھی ان میں نسب ہے۔ پہلے میرا سلسلۂ نسب الگ کر لو تاکہ کوئی گستاخی نہ ہو۔ حسانؓ گئے، نسب کے بارے میں تحقیق کی اور واپس آکر کہا یا رسول اللہ! میں نے آپ کے خاندان کو الگ کر لیا ہے، اب قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، میں قریش پر ایسے وار کروں گا جیسے گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال بالکل صاف اور بے داغ نکالا

---

[12] ۔ محمد بن عيسى الترمذي، **الجامع**، ابواب الادب، باب ما جاء في إنشاد الشعر (مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، 1395ھ)، رقم الحديث: 2847۔

[13] ۔ احمد بن حنبل، **المسند**، حديث كعب بن مالك، رقم الحديث: 27174۔

جاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حسانؓ کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا: روح القدس (جبریلؑ) مسلسل حسان کی مدد کرتا ہے جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول کے دفاع میں شعر کہتا ہے۔ اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: حسان نے قریش پر ہجو کہہ کر ہمیں شفادی اور خود بھی دل کا سکون پایا۔[14]

یہ واقعہ اس بات کی روشن مثال ہے کہ کس طرح رسول اللہ ﷺ نے دشمن کی زبانی اور فکری یلغار کا جواب دینے کے لیے صحابہ کے فنِ شعر و ادب کو ایک حکمتِ عملی کے طور پر استعمال کیا۔

شعر وشاعری کا استعمال ایک منظم اور جامع طریقہ ہے جو قوم کے حوصلے کو بلند کرنے اور دشمن کے حوصلے کو پست کرنے کے لیے موثر ثابت ہو سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسانؓ کے اشعار کو اسی مقصد کے لیے استعمال کیا، اور آج کی ٹیکنالوجی نے اس حکمت عملی کو مزید طاقتور اور وسیع پیمانے پر اپنانے کے امکانات فراہم کیے ہیں۔ جدید دور میں ملی نغمے اور حوصلہ افزا ترانے تیار کئے جائیں جن میں قربانیوں اور تاریخی معرکوں کا جامع اور جذبات کو ابھارنے کا ذکر ہو، تاکہ لوگوں میں اتحاد اور جذبۂ ایمانی پیدا ہو۔ جب یہ نغمے جدید ویڈیو پروڈکشن کے ساتھ ہوں گے، تو یہ اثر کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ نغمے اور ویڈیوز حقائق پر مبنی ہوں، بے شک جذباتی ہوں لیکن مبالغہ آرائی سے پاک ڈاکو منٹریز اور مختصر ویڈیوز بنائی جائیں جو تاریخی واقعات کو سنہری انداز میں پیش کریں۔ یہ ویڈیوز نہ صرف دشمن کیلئے ایک کاری وار ثابت ہوں گی بلکہ قوم کے حوصلے کو بڑھائیں گی اور نوجوان نسل کو اپنی تاریخ اور قربانیوں سے جوڑنے میں مددگار ہوں گی۔ کیونکہ ایک تحقیق کے مطابق مختصر ویڈیوز تیز رفتار پیغام رسانی کا مؤثر ذریعہ ہیں کیونکہ یہ چند سیکنڈز میں زیادہ معلومات اور اثر منتقل کر دیتی ہیں۔ ان میں دلکش مناظر اور جذباتی آوازیں ناظرین کے احساسات کو فوراً ابھار کر انہیں جلد متاثر کرتی ہیں۔[15]

اسکے ساتھ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق بچوں کے لیے تعلیمی اور دلچسپ اسٹوریز اور اینی میٹڈ سیریز تیار کی جائیں جو ماضی کے بہادر کرداروں اور معرکوں کو نصیحت آموز انداز میں پیش کریں۔ اس سے آنے والی نسلیں اپنی قومی شناخت سے جُڑی رہیں گی اور تاریخی ورثے کو سمجھیں گی۔

---

[14] مسلم بن الحجاج النيشابوري، **المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم**، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، كتاب فضائل الصحابة رضى الله عنهم، باب فضائل حسان بن ثابت رضي الله عنه (بيروت: دار إحياء التراث العربي، س-ن)، رقم الحديث: 2490۔

[15] Qiang Yang, Yudan Wang, Qin Wang, Yushi Jiang, and Jingpeng Li, "Harmonizing Sight and Sound: The Impact of Auditory Emotional Arousal, Visual Variation, and Their Congruence on Consumer Engagement in Short Video Marketing," Journal of Theoretical and Applied Electronic Commerce Research 20 (2025): 69. https://doi.org/10.3390/jtaer20020069 .

یہ جدید نفسیاتی حکمتِ عملی قوم کو متحد کرنے، دشمن کے خلاف حوصلہ مندی بڑھانے، اور تاریخی لطف و سبق آموز حسین روایات کو آج کے دور کی زبان میں زندہ کرنے کا بہترین ذریعہ بن سکتی ہے۔

2۔ نفسیاتی دباؤ کے لیے نبوی جغرافیائی حکمت عملی اور عصری اطلاقات

جنگ میں میدان کا انتخاب ایک نہایت اہم حکمت عملی ہوتی ہے جو نہ صرف فوجی برتری کا سبب بنتی ہے بلکہ دشمن کو نفسیاتی طور پر بھی کمزور کر دیتی ہے۔ جب لڑائی کا میدان آپ کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے تو آپ کو اپنی طاقت اور حکمت عملی کو بہتر طریقے سے بروئے کار لانے کا موقع ملتا ہے، جبکہ دشمن کے حوصلے طاقت کے باوجود ٹوٹ جاتے ہیں۔ میدان کا صحیح انتخاب جنگ کے آغاز سے ہی ایک نفسیاتی برتری فراہم کرتا ہے جو معرکے کے نتیجے پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ نبی ﷺ اس حکمت عملی کی اہمیت کو سمجھتے تھے اسی لئے جنگ کے میدانوں کا انتخاب نہایت فہم و تدبر کے ساتھ اور مشاورت کے بعد کرتے تھے۔

غزوۂ بدر میں نبی اکرم ﷺ نے پانی کے قریب ایسی جگہ منتخب کی جو مسلمانوں کی کفار پر نفسیاتی برتری کا باعث بنیا اور بالاخر اس نفسیاتی برتری نے حقیقی برتری کی شکل اختیار کی۔ ابتدا میں آپ ﷺ ایک ایسے مقام پر رکے جو چشموں سے کچھ فاصلے پر تھا، مگر حضرت حباب بن منذرؓ کے مشورے پر دشمن کے نزدیک کنویں تک پہنچ کر وہاں ایک حوض بنوا کر پانی کو محفوظ کر لیا گیا اور باقی کنویں بند کر دیے گئے تاکہ دشمن کو پانی نہ مل سکے۔ اس حکمت عملی نے مسلمانوں کو پانی پر مکمل کنٹرول دیا اور دشمن کے لیے پانی حاصل کرنا مشکل ہو گیا۔[16]

جنگ احد میں بھی آپ علیہ الصلوة والسلام نے پہلے پہنچ کر ایسی جگہ کا انتخاب کیا کہ انہیں اپنے پیچھے احد کی پہاڑی حاصل رہی۔[17] نیز جبل الرماۃ پر تیر اندازوں کو متعین کر کے دشمن کے کسی بھی ممکنہ حملے کو روکنے کا اہتمام کیا گیا۔ اور یہ حکم دیا کہ مسلسل تیر اندازی کرتے رہیں ان پر تاکہ دشمن اس جانب سے حملے کا سوچ بھی نہ سکے۔[18]

یہ دونوں مثالیں واضح کرتی ہیں کہ جنگ میں جگہ کی حکمتِ عملی کے انتخاب کا نہ صرف فیصلہ کن کردار ہوتا ہے بلکہ یہ فوج کی نفسیاتی حالت اور دشمن کی مایوسی پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔

میدان کے درست انتخاب اور وسائل پر گرفت جیسا کہ نبوی ﷺ کی جنگی حکمتِ عملی میں نظر آتا ہے آج بھی ہر میدانِ عمل کے لیے رہنما اصول ہیں۔ کسی بھی مقابلے یا منصوبے میں پہلے جگہ، ماحول اور حالات کا جائزہ لے کر ایسی پوزیشن اختیار کریں جہاں آپ کے وسائل زیادہ ہوں، رسائی اور تحفظ بہتر ہو، اور دشمن کو محدود یا غیر مانوس حالات میں لانا آسان ہو۔ بدری حکمتِ عملی، پانی یا کسی کلیدی وسیلے پر کنٹرول ہمیں سکھاتی ہے کہ اصل طاقت اہم وسائل کو قابو میں رکھنے میں

---

[16] ۔ ابن هشام، **السيرة النبوية**، 620:1۔

[17] ۔ محمد بن إسحاق، **السير والمغازي**، تحقيق: سهيل زكار (بيروت: دار الفكر، 1978ء)، 325۔

[18] ۔ علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي، **جوامع السيرة النبوية** (بيروت: دار الكتب العلمية)، 125۔

ہے: آج وہ وسائل ایندھن، ڈیٹا، مارکیٹس یا ذرائع ابلاغ ہو سکتے ہیں۔ جو لوگ ان پر پہلے گرفت جما لیتے ہیں وہ مقابلے میں برتری حاصل کر لیتے اور مخالف کے امکانات کم کر دیتے ہیں۔ اس لیے اسی حکمتِ عملی کی طرح موجودہ دور میں بھی مضبوط حلیفوں کا انتخاب، حکمتِ عملی کے مطابق جگہ کا چناؤ، اور وسائل پر کنٹرول کسی بھی قیادت، کاروبار یا سماجی مہم کو کامیاب بنانے کی کنجی ہیں۔

3۔ جنگ میں دشمن پر نفسیاتی دباؤ اور نبوی حکمت عملی: عملی اقدامات و اطلاقات

جنگوں میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام بسا اوقات ایسے افعال اختیار فرماتے جو بظاہر براہِ راست عسکری فائدے سے خالی دکھائی دیتے تھے اور ظاہر میں ان کا کوئی خاص فائدہ سمجھ سے بالاتر تھا، مگر ان کا مقصد دشمن کے دلوں میں خوف و ہراس پیدا کرنا اور اُن کے عزم کو کمزور کرنا ہوتا تھا۔ یہ مسلم اصول ہے کہ رعب و دبدبہ قائم کرنے سے مخالف قوتیں الجھ کر بکھر جاتی ہیں، ساز و سامان اور کثیر تعداد کے باوجود مقابلے کی ہمت کھو دیتی ہیں۔ یہی حکمت عملی بدر اور دیگر معرکوں میں دیکھی جاتی ہے جہاں مخصوص اقدامات کا بنیادی ثمرہ دشمن کی نفسیاتی کمزوری تھا۔ ایسا ذہنی دباؤ فتح کے امکانات بڑھاتا اور خونریزی کو کم یا جنگ کو مختصر بنا سکتا ہے۔

۱۔ نبوی حکمتِ عملی کا ایک مؤثر پہلو یہی تھا کہ دشمن کی قوتِ مزاحمت کو جانی نقصان کے بجائے اقتصادی دباؤ سے کمزور کیا جائے۔ قریشِ مکہ کی معیشت کا بڑا حصہ تاجروں کے قافلوں کی شام تک جانے والی تجارت سے آتا تھا اور وہی قافلے مدینہ کے راستے گزرتے تھے۔ اسی سلسلے میں آپ ﷺ نے قریش کے ایک اہم تجارتی قافلے پر نظر رکھی اور اس پر ایسے انداز سے نظر رکھی جس سے قریش کی تجارت متاثر ہو۔ اس اقدام نے قریش کے اقتصادی مفادات پر واضح اثر ڈالا۔[19] اور انہیں سیاسی و عسکری دبائو میں لانے کا ایک پُر اثر ذریعہ ثابت ہوا۔ یعنی اقتصادی ناکہ بندی بھی نبوی عسکری حکمتِ عملی کا ایک موثر ہتھیار ہے۔

۲۔ غزوۂ بدر میں نفسیاتی دباؤ ڈالنے کے لئے رسول اکرم ﷺ نے جنگ میں قتل ہونے والے کفار کی لاشوں کو "قلیب بدر" میں ڈال دینے کا حکم فرمایا، یہ بدر کے میدان میں ایک ویران گڑھا تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تمام لاشوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر گڑھے میں ڈال دیا۔[20] لاشوں کو گڑھے میں ڈالنے سے قریش کے دل ٹوٹ گئے۔ کیونکہ ان کے بڑے بڑے سردار بھی قتل کر کے گڑھے میں ڈالے گئے، جس سے ان کا غرور ختم ہوا نیز سب کو معلوم ہو گیا کہ مسلمان اب باقاعدہ ایک طاقت اختیار کر چکے ہیں۔

---

[19] ۔ ڈاکٹر محمد خلیل، **توضیح الاسلام** (لاہور: علمی کتب خانہ، 2016ء)، 159۔

[20] ۔ محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الجزیة، باب طرح جیف المشرکین في البئر، ولا یؤخذ لهم ثمن (مصر: دار طوق النجاة، 1422ھ)، رقم الحدیث: 3185۔

۳۔ فتحِ مکہ کے موقع پر رسولِ اکرم ﷺ نے دشمن کے دل میں رعب ڈالنے کے لیے ایک عجیب حکمت عملی اختیار کی۔ اسلامی لشکر جب مر الظہران کے پہاڑوں پر پہنچا تو نبی ﷺ نے لشکر میں جگہ جگہ آگ جلانے کا حکم دیا، تاکہ دور سے دیکھنے والوں کو یہ تاثر ہو کہ ایک بہت بڑا لشکر موجود ہے۔ جب ابوسفیانؓ نے یہ منظر دیکھا تو حیرت وخوف سے کہنے لگا: "آج رات کی مانند ایسی بڑی آگ اور اتنا بڑا لشکر میں نے کبھی نہ دیکھا۔" جب آپ ﷺ لشکر کے ساتھ پہنچے تو ابوسفیان مزید متاثر ہو کر حضرت عباسؓ سے کہنے لگے: "آج تیرے بھتیجے کی بادشاہی بہت بڑی ہوگئی ہے۔"[21]

۴۔ غزوۂ تبوک ۹ ہجری میں پیش آیا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے پہلی مرتبہ کھلے لفظوں میں اعلان فرمایا کہ اس مہم کا رخ رومی سلطنت کی جانب ہے اور کیا کیا مشکلات ہیں۔ یہ اعلان اس سے پہلے کی مہمات کے برعکس تھا جن میں عام طور پر ہدف خفیہ رکھا جاتا تھا۔ اس کے بنیادی دو مقصد تھے ایک تو یہ کہ، یہ سخت گرمی کا موسم تھا تاکہ سفر کے مطابق بھرپور تیاری ہو اور دوسرا یہ کہ دشمن کو بھی اطلاع ہو جائے کہ مسلمان بھرپور تیاری کر کے آئے ہیں چنانچہ اسی مقصد کیلئے آپ نے اطراف کے قبائل کی طرف قاصد روانہ کئے تاکہ وہ بھی ساتھ شریک ہو جائیں۔[22]

نبی کریم ﷺ کے اس نفسیاتی وار کے اثرات بہت مفید رہے اسلئے کہ جب رسولِ اکرم ﷺ منظم اسلامی لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے اور تبوک پہنچ کر قیام فرمایا۔ تو رومی فوج مقابلے میں آنے کی ہمت نہ کر سکی اور میدان میں نہ اتری حالانکہ مسلمان اس انتظار میں تھے کہ رومی لشکر سامنے آئے اور باقاعدہ معرکہ برپا ہو۔ یوں کوئی جنگ پیش نہ آئی، لیکن اس مہم نے دشمنوں پر مسلمانوں کی طاقت اور عزم کا ایسا رعب طاری کر دیا کہ اس کے گہرے اثرات نمایاں ہوئے۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ لکھتے ہیں:

> قیصر روم اور لشکر نصاری نے مسلمانوں کی شوکت کی خبر سنی اور مسلمانوں کے دین کی عزت اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت اعجاز کا تصور کیا تو ان کے دلوں میں ایک خوف اور رعب طاری ہو گیا اور ان کی طرف سے کوئی حرکت یعنی کوچ کرنا وجود میں نہ آیا۔[23]

آپ ﷺ نے تقریباً بیس دن تک تبوک میں قیام فرمایا۔ اسی دوران مختلف اطراف کے حکمرانوں اور قبائل نے مسلمانوں کی قوت کو تسلیم کرتے ہوئے صلح و اطاعت قبول کی۔ ایلہ کے سردار یُوحَنّا اور جَرباء و اَذرُح کے عیسائی جزیہ پر راضی ہو گئے، اور حاکم اکیدر نے بھی معاہدۂ امن کیا۔ یوں شام کی سرحد کے آس پاس کے متعدد قبائل اسلامی ریاست کے زیرِ اثر آ گئے۔[24]

---

[21]۔ ابن كثير، البداية والنهاية، 4:291-289۔

[22]۔ محمد بن عمر بن واقد السهمي، **المغازي** (بيروت: دار الأعلمي، 1989ء)، 3:990۔

[23]۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، **مدارج النبوت**، مترجم: غلام معین الدین نعیمی (لاہور: شبیر برادرز، 2004ء)، 2:412۔

[24]۔ سُلیمان ندوی، نعمانی، شبلی، **سیرت النبی ﷺ** (لاہور: ادارہ اسلامیات پبلشرز، 2002ء)، 1:318۔

اس موقع پر چونکہ بازنطینی قیصر ہرقل کی جانب سے شام کے اطراف میں موجود عیسائی قبائل (غسان، جذام وغیرہ) کو ساتھ ملا کر حملے کی خبریں پھیل چکی تھیں۔ مسلمانوں کی ابھرتی ہوئی ریاست کے خلاف باقاعدہ لشکر کشی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ اسلئے نبی ﷺ نے یہ حکمت عملی اپنائی کہ دشمن کو مدینہ اور جزیرۂ عرب تک آنے سے روکا جائے۔[25] نیز مسلمانوں کی قوت اور عزم کا واضح پیغام سرحدی قبائل اور رومیوں دونوں تک پہنچ جائے گا۔

۵۔ غزوۂ بنو نضیر میں کئے گئے اقدام سے اس بات کو سمجھنا آسان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی جنگی حکمتِ عملی میں ہر قدم کا مقصد محض جانی نقصان نہیں بلکہ دشمن کے حوصلے توڑ کر اسے شکستِ فاش پر آمادہ کرنا بھی ہوتا ہے۔ بنو نضیر کے یہودی مدینہ کے قلعہ نما محلّوں میں محصور ہو گئے تھے اور انہوں نے منافقین کے وعدوں پر یقین کرتے ہوئے ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا۔[26] نبی اکرم ﷺ نے اُن کے غرور کو پاش پاش کرنے اور ان کے اندر خوف و ہراس پیدا کرنے کے لیے ان کے سر سبز کھجور کے باغات کو کاٹنے کا حکم دیا تاکہ وہ وہاں سے فوراً نکل جائیں۔ یہ فیصلہ محض انسانی تدبیر نہ تھی بلکہ وحیِ الٰہی کے تحت کیا گیا اقدام تھا، جیسا کہ قرآنِ کریم میں صراحت ہے:

> مَا قَطَعْتُمْ مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ...[27]
>
> "تم نے جو بھی کسی نرمی والے درخت کو کاٹ ڈالا، یا جسے اپنی جڑ پر قائم چھوڑ دیا، یہ سب اللہ کے ہی حکم سے تھا، تاکہ وہ نافرمانوں کو رسوا کرے۔"

مفسرین نے اس آیت کی روشنی میں واقعے کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کارروائی کا مقصد قتل و غارت یا معاشی تباہی نہیں بلکہ نفسیاتی دباؤ تھا۔ مفتی محمد شفیعؒ اسکی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "جب یہود قلعہ بند ہو کر ڈٹے رہے تو بعض صحابہ کرام نے ان کے غضب کو بھڑکانے اور رعب ڈالنے کے لیے ان کی چند کھجوروں کے درخت کاٹ ڈالے یا جلا دیے۔"[28]

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

> "اس حکم سے مقصود یہ تھا کہ کافروں کا غرور اور نخوت پامال کر دیا جائے۔ جس دولت وجائیداد پر انہیں گھمنڈ تھا، وہ ان کی آنکھوں کے سامنے بکھر کر رہ جائے تاکہ دیکھ لیں کہ یہ ہے ان کی عزت اور یہ ہے ان کا فخر جو لمحوں میں مٹی ہو رہا ہے۔"[29]

---

[25] نعیم صدیقی، **محسن انسانیت** (لاہور:الفیصل ناشران وتاجران، س-ن)، 417۔

[26] صفی الرحمٰن مبارکپوری، **الرحیق المختوم** (لاہور: المکتبة السلفیة، 2000ء)، 406۔

[27] **القرآن**،59: 5۔

[28] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن (کراچی: ادارۃ المعارف، 2008ء)، 8: 361۔

[29] مولانا محمد مالک ابن مولانا محمد ادریس کاندھلوی، **معارف القرآن** (سندھ: مکتبۃ المعارف دار العلوم حسینیہ، 1422ھ)، 8: 23۔

یہ سارا عمل ایک سوچے سمجھے نفسیاتی حربے کے طور پر تھا تاکہ یہودی قبائل محسوس کریں کہ ان کی طاقت، عزت اور معاشی پشت پناہی لمحوں میں ختم ہو سکتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بنو نضیر کی قوت ٹوٹ گئی، ان کے دلوں میں خوف بیٹھ گیا اور بالآخر وہ مدینہ سے جلاوطن ہونے پر مجبور ہو گئے۔

یہ واقعہ اس اصول کی واضح دلیل ہے کہ نبوی حکمتِ جنگ میں بعض اوقات دشمن کے جان و مال کو نشانہ بنانا اصل مقصد نہیں ہوتا بلکہ اُس کے غرور اور مزاحمتی قوت کو نفسیاتی طور پر توڑنا اصل مقصود ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس اقدام کو اپنی اجازت سے مشروط کیا، تاکہ یہ بات ظاہر ہو جائے کہ جنگ میں رعب قائم کرنے کے لیے کی جانے والی ایسی تدابیر بھی شریعت کے عین مطابق اور حکمت کے تقاضوں کے تحت ہو سکتی ہیں، بشرطیکہ ان کا مقصد محض ظلم نہیں بلکہ امن اور عدل کے قیام کی راہ ہموار کرنا ہو۔

مغازی رسول ﷺ میں نفسیاتی حربے اور عصری اطلاقات

نبی اکرم ﷺ کے مندرجہ بالا اقدامات سے جو بنیادی اور مشترک سبق ملتے ہیں وہ ہیں: دشمن کے عزائم کو خاک میں ملانا، ان پر رعب قائم رکھنا، اور غیر ضروری خونریزی کے بغیر اُن کی قوتِ مزاحمت کم کرنا۔ آج یہ اصول درجِ ذیل آسان اور مؤثر طریقوں سے بروئے کار لائے جا سکتے ہیں:

(الف) معاشی دباؤ اور مخصوص رکاوٹیں

جدید دور میں طاقتور اسے ہی سمجھا جاتا ہے جس کے پاس معیشت مضبوط ہو کیونکہ اس دور میں جنگ کے اخراجات بھی اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ ہر ملک کیلئے اسے برداشت کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ لہٰذا جنگوں میں وہی لوگ حصہ لیتے ہیں جن کی معیشت مضبوط ہو یا وہ کسی کے دباو کا شکار نہ ہوں۔ عالمی منظرنامے میں اس وقت مسلم قوتوں کو جنگ سے دور رکھنے کیلئے ان کی معیشت کو اتنا کمزور بنایا گیا ہے کہ ہو جنگ کا سوچ ہی نہ سکیں۔ ماضی میں امریکہ اور برطانیہ نے عراق میں صدام حسین کی حکومت کو غیر مستحکم کرنے کے لیے پابندیوں سے "زیادہ سے زیادہ نقصان" پہنچانے کی کوشش کی، جس سے معیشت اور اداروں کو کمزور کر کے دفاع اور مزاحمت کی صلاحیت ختم کرنا مطلوب تھا۔ اس پالیسی کا ایک خاص نتیجہ ریاست کو دیوالیہ کر دینا تھا، جس نے بجلی، صحت، تعلیم اور زرِ آمدنی کے ذرائع کو جوڑ توڑ کر شہریوں پر سنگین انسانی نقصان ڈال دیا۔[30]

آج کے دور میں نبی کریم ﷺ کی اس حکمت عملی کا استعمال مخصوص کرنسی کو میار بنا کر، عالمی تجارتی پابندیوں کے قوانین منظور کروا کر، اور مخصوص تجارتی راستوں کو کنٹرول کرنے کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ہدف ایسا ہو کہ حکومتی یا

---

[30] Joy Gordon "The Enduring Lessons of the Iraq Sanctions," Middle East Report 294 (Spring 2020). https://merip.org/2020/06/the-enduring-lessons-of-the-iraq-sanctions/ .Accessed on: 29/09/2025

عسکری حامیوں کی مالی طاقت متاثر ہو، مگر عام عوام کو کم نقصان پہنچے اس سے حریف کی سیاسی و عسکری مواصلت اور حوصلہ کمزور ہو جاتا ہے۔

(ب) طاقت کی نمائش اور ظاہری رعب

فتحِ مکہ میں آگ دکھانے جیسی حکمت عملی کا جدید متبادل منظم فوجی مشقیں، دفاعی قوت کا مظاہرہ، مشترکہ فوجی پریڈز کی صورت میں کیا جاسکتا ہے جو دشمن کو یہ تاثر دیں کہ مقابل قوت مضبوط اور تیار ہے۔ واضح، سنجیدہ اور بار بار دیا گیا پیغام اکثر محاذ پر لڑائی کے امکانات کم کر دیتا ہے۔ چنانچہ چین نے 3 ستمبر 2025 کی فوجی پریڈ میں جدید ایٹمی، ہائپر سونک اور لیزر ہتھیار دکھا کر دنیا کو یہ واضح پیغام دیا کہ اس کے پاس انتہائی تباہ کن اور دور تک مار کرنے والی صلاحیت موجود ہے۔ یہ نمائش دراصل عالمی طاقتوں کے لیے ایک خاموش انتباہ تھی کہ چین کی خود مختاری کو للکارنے کا انجام سنگین ہو گا۔[31]

(ج) سائبر حملوں کے ذریعے معاونت

بنو نضیر کے باغات جیسا اقدام آج دشمن کے قابل اعتماد طاقت کو یا دفاعی نظاموں کو کنٹرول کر کے یا تباہ کر کے دشمن کے غرور کو ہلاک کرنے سے کیا جاسکتا ہے۔ اس سے مقصود یہ دکھانا ہوتا ہے کہ دشمن جس آہنی دیوار کے سہارے کھڑا ہے اس کی بنیادیں لرز رہی ہیں۔۔ جیسا کہ حالیہ پاک بھارت جنگوں میں جو ہتھیار ناکام ہوئے یا گرائے گئے ان کے بارے میں عالمی طور پر یہ تاثر قائم ہو گیا کہ یہ ہتھیار زیادہ سود مند نہیں ہیں۔ یا اسرائیل کی جانب سے قطر کے دارالحکومت دوحہ میں حماس کے لیڈرز پر حملہ کرنا بھی اس کی ایک مثال ہے کہ ان دفاعی نظاموں کی مثال ہمارے سامنے چیونٹی کی ہے ۔ Defence Security Asia کی رپورٹ کے مطابق اسرائیل نے دوحہ کے سخت محفوظ فضائی حصار کو عبور کرتے ہوئے 10 ستمبر 2025 کو ایک عین نشانے پر فضائی حملہ کیا، مگر قطر کے Rafale، Typhoon، F-15QA لڑاکا طیارے اور Patriot و NASAMS جیسے جدید امریکی دفاعی نظام ایک بھی جواب دینے یا مزاحمت کرنے میں ناکام رہے۔ یہ واقعہ قطر کے اربوں ڈالر کے فضائی دفاعی ڈھانچے کی سنگین کمزوری اور مکمل ناکامی کو عیاں کرتا ہے، حالانکہ اسے خطے کا سب سے محفوظ فضائی دائرہ سمجھا جاتا تھا۔[32]

یہ حملہ اگرچہ براہ راست قطر حکومت پر نہیں تھا بلکہ اپنے حریف کے لیڈرز کو ٹارگٹ کرنے کیلئے تھا لیکن یہ قطر سمیت دیگر عرب ممالک کیلئے بھی ایک وارننگ تھی اور خطے میں اپنا رعب و دبدبہ قائم رکھنے کی ایک کوشش تھی۔

---

[31]- https://www.reuters.com/business/aerospace-defense/what-weapons-china-put-display-its-military-parade-2025-09-03/ .Accessed on: 29/09/2025

[32]- Defence Security Asia, "Israel's Airstrike in Doha Exposes Qatar's Air Defence Failure Despite Rafale, Typhoon and F-15QA Fleet," 10 September 2025. https://defencesecurityasia.com/en/israel-airstrike-doha-qatar-air-defence-failure/. Accessed on: 29/09/2025

(د) جان بچانے کی حکمتِ عملی کا نبوی تصور

نبوی حکمتِ عملی کا ایک اہم اصول یہ تھا کہ جنگ کا مقصد محض تباہی نہ ہو بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ اور انصاف و استحکام کا قیام ہو لہٰذا جہاں تک ممکن ہو ایسی تدبیر کرنی چاہئے جس سے جانوں کا ضیاع بالکل نہ ہو یا کم سے کم ہو۔ عصر حاضر میں یہ مقاصد جس طرح باہمی مذاکرات، اقتصادی یا نفسیاتی دباؤ کے ذریعے حاصل کئے جاتے ہیں ایسے ہی ان دشمن کے ان وسائل و مواد کو نشانہ بنا کر بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں جن پر دشمن کو ناز ہو یا جنہیں وہ اپنا مسیحہ سمجھتا ہو۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے بنو نضیر کے ساتھ کیا۔

مئی ۲۰۲۵ میں پاک انڈیا جنگ میں ہاکستان نے جوابی وار میں "بنیان مرصوص" کے عنوان سے جو آپریشن کیا اس میں بجائے ہندوستان کی عوام کے یا عوامی مقامات کو ٹارگٹ کرنے کے چھ بھارتی فوجی اڈوں کو نشانہ بنایا جہاں سے ہندوستانی فوج کو ہتھیار سپلائی ہوتے تھے۔ جن میں تین مقامات قابل ذکر ہیں:

> ناگروٹا (Nagrota) اور بیاس (Beas) جو براہموس میزائل کی بڑی ذخیرہ گاہ تھی اور تیسری
> جگہ آدم پور ایئربیس (Adampur Airbase) تھی جو بھارتی پنجاب میں واقع ہے، وہاں
> روسی ساختہ S-400 دفاعی نظام موجود تھا۔[33]

4۔ نفسیاتی استحکام، نبوی عسکری تدابیر اور عصری استفادہ

میدانِ جنگ میں صرف ہتھیار اور بہادری کافی نہیں ہوتی، بلکہ ساتھیوں کے حوصلے اور نفسیاتی استحکام بھی جیت کا بنیادی عنصر ہیں۔ جب سپاہی دشمن کے دباؤ، تھکن یا مایوسی کا شکار ہوں تو ان کی جنگی صلاحیت کم ہو جاتی ہے، فیصلے غیر یقینی بن جاتے ہیں اور یکجہتی ٹوٹنے لگتی ہے۔ اس لیے قائد اور رہنما کا فرض ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً حوصلہ افزائی، واضح رہنمائی اور عملی مدد فراہم کرے تاکہ خوف و اضطراب کم ہوں۔ اندازِ گفتگو، اطلاعات کی شفافیت اور دیگر کئی اقدامات دشمن کے اثر کو گھٹاتے اور ساتھیوں میں اعتماد بڑھاتے ہیں۔ نفسیاتی استحکام بحال کرنے سے جماعت میں نظم وضبط برقرار رہتا، نقصان کم ہوتا اور عسکری کارروائی مؤثر انداز سے آگے بڑھتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالی کی مدد سے اپنی قائدانہ و مدبرانہ صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہوئے مشکل سے مشکل حالات میں بھی اپنی ساتھیوں کو نکالا اور مقابلے کیلئے انہیں چاق وچوبند کیا۔ یہ سب نفسیاتی اقدامات تھے جن سے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کو ایک تازگی میسر ہوتی تھی۔ اگر غزوات میں دشمن کے مقابلے میں تعداد کا اندازہ کیا جائے تو یہ بات صاف ظاہر ہے کوئی بھی شخص یا جماعت ایسے دشمن سے مقابلہ کرنے کیلئے کبھی تیار نہیں ہوگی جو تعداد میں بھی زیادہ

---

[33] Abid Hussain, “Pakistan and India fired missiles at each other’s airbases in the latest escalation between the neighbours,” Al Jazeera, 10 May 2025. https://www.aljazeera.com/news/2025/5/10/pakistan-launches-operation-bunyan-marsoos-what-we-know-so-far. Accessed on: 30/09/2025

ہوں اور وسائل بھی ان کے پاس زیادہ ہوں۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے نفسیاتی طور پر اپنی جماعت کی جو تربیت کی تھی وہ بے مثال تھی۔

۱۔ ہجرتِ نبوی ﷺ کو صرف جغرافیائی یا سیاسی حکمتِ عملی سمجھنا اس عظیم واقعے کی معنویت کو محدود کر دینا ہے۔ درحقیقت اس ہجرت میں گہرا نفسیاتی پہلو بھی مضمر ہے، جو مکہ کے سخت حالات میں مسلمانوں کے حوصلے اور روحانی استقامت کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ بنا۔ مکہ میں مسلسل ظلم، معاشی بائیکاٹ، سماجی مقاطعہ اور جان لیوا تشدد نے اہلِ ایمان کے لیے زمین تنگ کر دی تھی۔ یہ کیفیت ایسی تھی کہ کمزور دل افراد مایوسی، شدید اضطراب اور حتیٰ کہ جان سے ہاتھ دھونے کے خیالات تک کا شکار ہو سکتے تھے۔ ایسے نازک وقت میں رسولِ اکرم ﷺ نے اللہ کے حکم سے ہجرت کا فیصلہ کیا۔ یہ اقدام نہ صرف ایک عملی راستہ فراہم کرتا تھا بلکہ نفسیاتی لحاظ سے بھی غیر معمولی حکمت رکھتا تھا۔[34]

ہجرت نے اہلِ ایمان کو یہ پیغام دیا کہ وہ حالات کے جبر کے سامنے مجبور نہیں، بلکہ اختیار اور عزم کے ساتھ اپنی راہ بدل سکتے ہیں۔ مکہ سے مدینہ کی طرف نکلنے سے مسلمانوں کو ایک ایسا نیا ماحول ملا جہاں وہ اپنی دینی شناخت کو آزادی اور وقار کے ساتھ قائم رکھ سکیں۔ اس تبدیلی نے نہ صرف ان کے حوصلے بلند کیے بلکہ قریش مکہ پر بھی یہ گہرا تاثر چھوڑا کہ مسلمانوں کو دبانے کی تمام تدبیریں ناکام ہو چکی ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ فتح مکہ کی بنیاد ہجرت کے دن رکھی جا چکی تھی تو یہ غلط نہ ہو گا کیونکہ حقیقت میں رسول اللہ ﷺ کی مکہ میں فاتحانہ واپسی بھی اسی نفسیاتی حکمت کا حصہ تھی: وہ قوم جس نے مسلمانوں کو جلاوطن کیا تھا، اب انہی کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہوئی۔ اس طرح ہجرت محض ایک وقتی نقل مکانی نہ رہی، بلکہ ایک ایسا نفسیاتی معرکہ بن گئی جس نے مایوسی کو امید اور کمزوری کو قوت میں بدل دیا۔

۲۔ دعا ایک منفرد اور طاقتور ہتھیار ہے جس کے ذریعے مشکل ترین حالات میں بھی آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ میدانِ جنگ سے قبل اور معرکے کے دوران کثرت سے دعا کیا کرتے تھے اور آنسوؤں کے ساتھ عاجزی و خشوع سے اللہ سے مدد مانگتے تھے۔ جنگِ بدر میں آپ ﷺ کی دعا اور رونے کے تفصیلی احوال مذکور ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ جو آپ کے ہمراہ تھے ان سے بھی آپ کی حالت برداشت نہیں ہو رہی تھی تو شفقت اور محبت سے درخواست کی:

> يا رسول الله بعض مناشدتك ربك، فإنه سينجز لك ما وعدك.[35]
>
> یارسول اللہ! بس کیجیے، آپ نے اپنے رب سے کافی اصرار کر لیا ہے۔ یقیناً وہ اس نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا فرمائے گا۔

---

[34] سیدہ سعدیہ غزنوی، **نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات** (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، 1995ء)، 179۔

[35] أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي، **السيرة النبوية** (لبنان: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، 1395ھ)، 412:2۔

یہ عمل محض اللہ سے مدد کی التجا نہیں تھا بلکہ ایک اہم نفسیاتی حکمت بھی تھا: جب سپہ سالار خود سچے دل سے دعا وعاجزی میں ڈوبا ہوا نظر آئے تو فوج کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں اور انہیں یقین ہوتا ہے کہ قدرتی قوتیں ان کے ساتھ ہیں۔ اسی نقطۂ نظر کو علامہ نوویؒ نے بھی بطور حکمت ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> قال العلماء هذه المناشدة إنما فعلها النبي صلى الله عليه وسلم ليراه أصحابه بتلك الحال فتقوى قلوبهم بدعائه وتضرعه ....[36]
>
> علماء کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ عاجزانہ دعا اور بار بار کی گئی مناجات اس لیے فرمائی تاکہ صحابہ آپ کو اس حال میں دیکھیں اور آپ کی دعا اور تضرع سے ان کے دلوں کو تقویت اور حوصلہ حاصل ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ دعا نہ صرف نصرت باری کے حصول کا ذریعہ ہے بلکہ جنگ میں اتحاد، حوصلہ اور نفسیاتی برتری برقرار رکھنے کا ایک موثر حربہ بھی ہے۔

۳۔ جب مشرکین نے جنگِ احد میں غلط خبریں پھیلائیں کہ رسولِ اکرم ﷺ شہید ہو گئے ہیں تو یہ درحقیقت مسمانوں کے خلاف ایک نفسیاتی ہتھیار تھا جس کا مقصد مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے تھے۔ اور واقعتا یہی ہوا کہ یہ خبر صحابہ کرامؓ پر اتنی گراں گزری کہ پورے لشکر میں ایک لمحے کے لیے اضطراب اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ یہ وہ انتہائی نازک گھڑی تھی جب کئی مجاہدین رسول اللہ ﷺ سے بچھڑ کر دشمن کے گھیراؤ میں آ گئے تھے۔ بعض کے حوصلے متزلزل ہوئے، عزم ڈگمگا گیا اور صفیں وقتی طور پر انتشار اور بے ترتیبی کا شکار ہو گئیں۔ اس موقع پر نبی ﷺ نے چند ایسے اقدامات کئے جس سے دوبارہ لشکر اسلام متحد ہو گیا اور ٹوٹے ہوئے عزائم کو جلا ملی۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے پرچمِ اسلام حضرت علیؓ کے سپرد کر کے دوبارہ بلند فرمایا، تاکہ قیادت اور مرکز برقرار رہے اور مسلمان از سرِ نو یکجا ہو سکیں۔ کیونکہ قیادت کو دیکھ کر لشکر نفسیاتی طور پر دوبارہ یک جان ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام فوراً اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچنا چاہتے تھے تاکہ وہ ہمت نہ ہاریں، اسی لئے حضرت علیؓ نے اور ساتھ موجود دیگر صحابہ کرامؓ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور غیر معمولی بہادری اور قربانی کے ساتھ دشمن کا دفاعی حصار توڑنے کی کوشش جاری رکھی۔ ان کی اس جانفشانی کے نتیجے میں رفتہ رفتہ یہ صورتِ حال بن گئی کہ رسول اللہ ﷺ دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ سکیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے پیش قدمی فرمائی اور گھیرے میں موجود صحابہ کرامؓ تک پہنچ گئے۔[37] صحابہ کرام اپنے قائد اور سپہ سالار کو دیکھ کر خوش ہو گئے اس موقع پر حضرت کعب بن مالکؓ رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے ہی خوشی سے پکار اُٹھے:

---

[36] ۔ زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، **المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج** (بيروت: دار إحياء التراث العربي، س-ن)، 12:85۔

[37] ۔ المباركپوری، **الرحيق المختوم**، 373۔

يا معشر المسلمين، أبشروا، هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم....[38]

"اے مسلمانو کی جماعت! خوش خبری ہے، رسول اللہ ﷺ تو یہ ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فوراً ہاتھ کے اشارے سے تنبیہ فرمائی: "خاموش رہو"، تاکہ مشرکین آپ ﷺ کی موجودگی اور صحیح مقام سے بے خبر رہیں۔[39] لیکن کعبؓ کی یہ خوش خبری پہلے ہی مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔ نتیجتاً صحابہ کرامؓ ایک ایک کر کے آپ ﷺ کے پاس جمع ہونا شروع ہو گئے، یہاں تک کہ قریباً تیس جاں نثار آپ ﷺ کے گرد اکٹھے ہو گئے۔[40]

اس موقع پر نبی ﷺ نے جو عسکری حکمت عملی اپنائی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سپہ سالار کو اپنے جوانوں کے ساتھ موجود رہنا چاہئے یعنی کمانڈر بذات خود محاذ پر موجود ہو، یا کم از کم لشکر کو اس بات کا اندازہ ہو کہ ہماری قیادت ابھی قائم ہے اور ہماری پشت پر ہے کیونکہ یہ چیز ان کے حوصلے اور اتحاد کو بحال رکھتی ہے۔

دوسرا اصول یہ ہے کہ قیادت کی جگہ اور اہم معلومات کو دشمن سے چھپایا جائے، خاص طور پر اس بات کا انکشاف نہ کیا جائے کہ سپہ سالار کس مقام پر ہے یا اس کی حقیقی صورتحال کیا ہے، زخمی ہے یا مر چکا ہے؟ کیونکہ اس سے جہاں اپنے لشکر کے حوصلے پست ہوں گے وہاں دشمن اور بھی جری ہو جائے گا۔ نیز اہم مقامات کی اس پوشیدگی سے دشمن کی نفسیاتی حکمتیں بے اثر رہتی ہیں، وہ غلط اندازے لگاتا ہے اور اس کی کوششیں منتشر ہوتی ہیں۔ وہ کسی ایک جگہ پر اپنی پوری قوت خرچ نہیں کرتا۔

مذکورہ بالا مثالوں سے یہ جامع حکمت عملی سامنے آتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ہر مرحلے پر اپنے ساتھیوں کے حوصلے اور اتحاد کو قائم رکھنے کے لیے نفسیاتی حربے استعمال کیے۔ آپ ﷺ کی محاذِ جنگ پر بہ نفسِ نفیس موجودگی اور علامتی جھنڈے سے لشکر کو یہ یقین ملا کہ ہمارا مرکز قائم ہے، اسی یقین نے دلوں میں ہمت اور اتحاد کو زندہ رکھا۔ دورِ حاضر میں اس اصول کا مطلب یہ ہے کہ سپہ سالار خود فیلڈ میں وزٹ کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو جدید ذرائع ابلاغ: جیسے براہِ راست ویڈیو پیغام، وائس اپ ڈیٹس یا یونٹ لیڈرز کے ذریعے رابطے کا تسلسل رکھا جائے، سپہ سالار کا محبت بھرا لہجہ، شفاف بیانات اور وقتاً فوقتاً ذاتی پیغام رسانی جوانوں کے حوصلے کو فوراً بحال کر دیتی ہے۔

دشمن کے سامنے اپنی صحیح پوزیشن اور حالات اور آپس کے اختلافات کو پوشیدہ رکھنا ایک قدیم حکمت ہے اور اس کا عصری مفہوم معلومات کی سخت حفاظت، انکرپٹڈ کمیونیکیشن اور Need-to-know اصول پر عملدرآمد ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا اور میڈیا مانیٹرنگ کا ایک فعال نظام ضروری ہے تاکہ جھوٹی ویڈیوز، افواہیں یا مبالغہ آمیز

---

[38] أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي، **جوامع السيرة النبوية** (بيروت: دار الكتب العلمية، س-ن)، 128۔

[39] المصدر السابق، 129۔

[40] المباركپوری، **الرحيق المختوم**، 373۔

نقصان کی خبریں فوراً پکڑی جائیں اور ان کا تدارک کیا جا سکے۔ اپریل 2024 میں یوکرین پر روسی حملے کے دوران نفسیاتی جنگ کی ایک نمایاں صورت سامنے آئی، جب خارکیف کے شہریوں کو سرکاری لوگو (LOGO) کے ساتھ جعلی پیغامات بھیجے گئے کہ وہ فوری طور پر شہر خالی کر دیں۔ یہ پیغامات روسی ڈرون Orlan-10 اور اس سے جڑے Leer-3 سسٹم کے ذریعے بھیجے گئے، جو موبائل ٹاورز کی نقالی کر کے بڑے پیمانے پر جھوٹا مواد پھیلاتے ہیں۔ اس حکمتِ عملی کا مقصد خوف وہراس پیدا کر کے عوامی اعتماد کو متزلزل کرنا اور دفاعی ردِ عمل کو کمزور کرنا تھا۔[41]

اطلاعات میں شفافیت جہاں ضروری ہے، وہاں لیڈرز کی لوکیشن، آپریشنل پلان اور اہم ہتھیاروں کی جگہ کے بارے میں سخت رازداری لازم ہے، تاکہ دشمن کی نفسیاتی اور حقیقی کوششیں بکھر جائیں۔ ایئر بیس، ہتھیاروں کی ذخیرہ گاہ اور دفاعی سسٹمز کا افشاء نہ ہونا اسی قدر اہم ہے جتنا کہ سپہ سالار کی پوزیشن کو چھپانا کیونکہ اسلحہ یا کلیدی مشینری کی تباہی سے مجموعی نقصان اور مورال پر پانی پھر سکتا ہے۔

5۔ جنگ میں پروپیگنڈہ کے نفسیاتی اثرات اور نبوی حکمت عملی کا اطلاقی پہلو

پروپیگنڈا نفسیاتی جنگ کا اصل ہتھیار ہے، دشمن یہ چاہتا ہے کہ پروپیگنڈا کے ذریعے مخالفین کے اندر خوف وہراس کی کیفیت پیدا کی جا سکے۔ جنگ احد کے موقع پر مشرکین نے نبی کریم ﷺ کے قتل کی غلط خبر کو پھیلا کر یہ مشہور کیا کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے ہیں حالانکہ وہ مصعب بن عمیرؓ شہید ہوئے تھے۔[42] اس پروپیگنڈے سے ان کا مقصد مسلمان کے حوصلے پست کرنا تھا۔ آج بھی دشمن کے حوصلوں کو پست کرنے کے لیے میڈیا کے پروپیگنڈے کا سہارا لیا جاتا ہے۔ یوکرین کی جنگ میں ایک ایڈیٹڈ ویڈیو میں ABC News کی جعلی آڈیو لگا کر "1 ملین فوجی ہلاک ہونے" کا دعویٰ کیا گیا بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ویڈیو فیک تھی۔[43]

ابوسفیان فتح مکہ کے موقع جب لشکر اسلام کو دیکھ کر حیران و پریشان ہوئے تو فوراً حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان پر ایک نفسیاتی وار کیا اور کہا فوراً اپنی قوم کے پاس جا کر انہیں لشکر کے بارے میں بتاؤ کہ کتنا بڑا لشکر ہے۔ ابوسفیان تیزی سے مکہ پہنچے اور بلند آواز سے اعلان کیا! محمد الرسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ اتنا بڑا لشکر لے کر آئے ہیں کہ قریش اس لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بنیادی طور پر یہ ایک نفسیاتی وار تھا تاکہ بغیر مقابلے کے اور کم نقصان کے مکہ فتح ہو جائے۔ اس خوفناک خبر نے

---

[41] Max Hunder, Russia vs Ukraine: the biggest war of the fake news era.(1 Aug 2024) https://www.reuters.com/world/europe/russia-vs-ukraine-biggest-war-fake-news-era-2024-07-31/. Accessed on: 29/9/2025

[42] محمد بن إسحاق، **السير والمغازى**، 32۔

[43] Reuters Fact Check. “Fact Check: Altered Video Shows Fake ABC News Report on Ukrainian Death Tally.” Reuters, December 20, 2024. https://www.reuters.com/fact-check/altered-video-shows-fake-abc-news-report-ukrainian-death-tally-2024-12-20/

اہلِ مکہ کے دلوں میں ایسا گھبراہٹ اور اضطراب بھر دیا کہ وہ مقابلہ کرنے کی ہمت ہی کھو بیٹھے۔ نیز ابو سفیان نے ساتھ ہی امان کی خبر بھی دی کہ جو کوئی اس کے گھر میں داخل ہو جائے یا اپنا دروازہ بند کرلے یا مسجد حرام میں چلا جائے تو اسے امان ملے گا۔[44]

ایسے ہی غزوۂ خندق کے موقع پر نعیم بن مسعود نے دشمن کے درمیان بداعتمادی پیدا کی۔ جس سے ان کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا، چونکہ یہ اسلام لا چکے تھے لیکن کسی کو اسکا علم نہیں تھا انہوں نے بنو قریظہ اور قریش و غطفان کے سرداروں کو علیحدہ علیحدہ ایسی اطلاعات دیں جن سے ہر فریق کو لگا کہ دوسرا اسکے ساتھ مخلص نہیں ہے اور وقت آنے پر نقصان ہمارا ہو گا۔[45] نبیِ اکرم ﷺ نے ان کی تدبیر کو جائز قرار دیا۔[46] اور ایک روایت میں فرمایا: کہ جنگ میں تدبیر و خدعہ یعنی جنگی حکمتِ عملی جائز ہے۔[47] اس چال سے دشمن کے اندر شکوک و شبہات پھیل گئے، اعتماد ختم ہو گیا اور بالآخر محاصرہ ترک کر کے وہ واپس چلے گئے۔[48] یوں نعیم بن مسعودؓ کی حکمت عملی نے خونریزی سے بچتے ہوئے فتح کو آسان بنایا۔

خلاصہ کلام یہ کہ جنگ میں نفسیاتی وار بہ نسبت عسکری یلغار کے زیادہ خطرناک اور مؤثر ہوتی ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے امت کو یہ جنگی تصور دیا۔ مغازی میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں، اور آج کے دور میں بھی اس کی کئی مثالیں ہیں۔ آج کا دور تو میڈیا کا دور ہے حقیقت میں کچھ اور ہوتا ہے اور میڈیا پر کچھ اور، اس لیے نبوی تعلیمات اور حکمت عملی کے تناظر میں آج کے دور میں جنگ کی حالت میں دشمن کے شر سے بچنے کے لیے ان کے پروپیگنڈے کا مقابلہ حکمت عملی سے کرنا چاہیے کیوں کہ پروپیگنڈہ آج کے دور کا ایک اہم ہتھیار ہے اور نبی کریم ﷺ نے الحرب خدعہ یعنی جنگ کو حکمت عملی قرار دیا ہے۔

---

[44] المبارکپوری، **الرحیق المختوم**، 547۔

[45] الواقدی، **المغازی**، 2:481۔

[46] المصدر سابق: ص: 480

[47] البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الجہاد و السیر، باب: الحرب خدعة، رقم الحدیث: 3030، ابن ہشام، **السیرۃ النبویۃ**، 2:229۔

[48] الواقدی، **المغازی**، 2:484۔

Bibliography

1. *Abd Al-Malik Bin Hishām. Al-Sīrah Al-Nabawiyyah. Taḥqīq: Muṣṭafā Al-Saqā. Miṣr: Maktabat Wa Maṭbaʿat Muṣṭafā Al-Bābī Al-Ḥalabī Wa Awlādih, 1375H / 1955AD.*
2. *Abid Hussain, "Pakistan And India Fired Missiles At Each Other's Airbases In The Latest Escalation Between The Neighbours," Al Jazeera, 10 May 2025. Https://Www.Aljazeera.Com/News/2025/5/10/Pakistan-Launches-Operation-Bunyan-Marsoos-What-We-Know-So-Far. Accessed On: 30/09/2025*
3. *Abū ʿAbd Allāh Muḥammad Bin Yazīd Ibn Mājah. Al-Sunan. Bayrūt: Dār Iḥyāʾ Al-Kutub Al-ʿArabiyyah, S.N.*
4. *Abū Al-Fidāʾ Ismāʿīl Bin ʿUmar Bin Kathīr Al-Qurashī Al-Dimashqī. Al-Sīrah Al-Nabawiyyah, Lubnān: Dār Al-Maʿrifah Li Al-Ṭibāʿah Wa Al-Nashr Wa Al-Tawzīʿ, 1395AH.*
5. *Abū Muḥammad ʿAlī Bin Aḥmad Bin Saʿīd Bin Ḥazm Al-Andalusī. Jawāmiʿ Al-Sīrah Al-Nabawiyyah, Bayrūt: Dār Al-Kutub Al-ʿIlmiyyah, S.N.*
6. *Aḥmad Bin Muḥammad Bin Ḥanbal. Al-Musnad. Bayrūt: Muʾassasat Al-Risālah, 2001AD.*
7. *Alī Bin Aḥmad Bin Saʿīd Bin Ḥazm Al-Andalusī. Jawāmiʿ Al-Sīrah Al-Nabawiyyah. Bayrūt: Dār Al-Kutub Al-ʿIlmiyyah S.N.*
8. *Al-Qurʾān*
9. *Ḍākṭar Muḥammad Khalīl. Tawḍīḥ Al-Islām. Lāhawr: ʿIlmī Kutub Khānah, 2016AD.*
10. *Daugherty, William E., And Morris Janowitz. A Psychological Warfare Casebook. Baltimore, MD: Operations Research Office, Johns Hopkins University, 1958.*
11. *Defence Security Asia, "Israel's Airstrike In Doha Exposes Qatar's Air Defence Failure Despite Rafale, Typhoon And F-15QA Fleet," 10 September 2025. Https://Defencesecurityasia.Com/En/Israel-Airstrike-Doha-Qatar-Air-Defence-Failure/. Accessed On: 29/09/2025*
12. *Https://Www.Britannica.Com/Topic/Psychological-Warfare -*
13. *Https://Www.Goarmysof.Army.Mil/PO/ -Accessed On: 20/09/2025*
14. *Https://Www.Merriam-Webster.Com/Dictionary/Psychological%20warfare. Accessed On: 15/09/2025*
15. *Https://Www.Reuters.Com/Business/Aerospace-Defense/What-Weapons-China-Put-Display-Its-Military-Parade-2025-09-03/ - Accessed On: 29/09/2025*
16. *Ismāʿīl Bin ʿUmar Ibn Kathīr. Al-Bidāyah Wa Al-Nihāyah. Bayrūt: Dār Al-Fikr, 1407H / 1986)AD.*

17. *Joy Gordon "The Enduring Lessons Of The Iraq Sanctions," Middle East Report 294 (Spring 2020). Https://Merip.Org/2020/06/The-Enduring-Lessons-Of-The-Iraq-Sanctions/ -Accessed On: 29/09/2025*
18. *Longly, **Robert An Introduction To Psychological Warfare**, (Thoughtco ,October 22, 2019AD). Https://Www.Thoughtco.Com/Psychological-Warfare-Definition-4151867. Accessed On: 20/01/2026*
19. *Martin Muḥammad Lings. Ibtidāʾī Maṣādir Kī Roshnī Meṅ Sīrat. Mutarjim: Muftī Taqī ʿUthmānī. Karāchī: Dār Al-Ishāʿat, 2010AD.*
20. *Mawlānā Muḥammad Mālik Ibn Mawlānā Muḥammad Idrīs Kāndhlawī.*
    Maʿārif Al-Qurʾān (Takmilah), Sindh: Maktabat Al-Maʿārif Dār Al-ʿUlūm Ḥusaynīyah, 1422AH.
21. *Max Hunder, Russia Vs Ukraine: The Biggest War Of The Fake News Era.(1 Aug 2024) Https://Www.Reuters.Com/World/Europe/Russia-Vs-Ukraine-Biggest-War-Fake-News-Era-2024-07-31/. Accessed On: 29/9/2025*
22. *Muftī Muḥammad Shafī. Maʿārif Al-Qurʾān, Karāchī: Idārat Al-Maʿārif, 2008AD.*
23. *Muḥammad Bin ʿĪsā Al-Tirmidhī. Al-Jāmi. Miṣr: Sharikat Maktabat Wa Maṭbaʿat Muṣṭafā Al-Bābī Al-Ḥalabī, 1395AH.*
24. *Muḥammad Bin Isḥāq. Al-Siyar Wa Al-Maghāzī, Bayrūt: Dār Al-Fikr, 1978AD.*
25. *Muḥammad Bin Ismāʿīl Al-Bukhārī. Al-Jāmiʿ Al-Ṣaḥīḥ. Miṣr: Dār Ṭawq Al-Najāh, 1422AH.*
26. *Muḥammad Bin ʿUmar Bin Wāqid Al-Sahmī. Al-Maghāzī. Bayrūt: Dār Al-Aʿlamī, 1989AH.*
27. *Muslim Bin Al-Ḥajjāj Al-Nayshābūrī. Al-Musnad Al-Ṣaḥīḥ Al-Mukhtaṣar Bi Naql Al-ʿAdl ʿan Al-ʿAdl Ilā Rasūl Allāh ﷺ, Bayrūt: Dār Iḥyāʾ Al-Turāth Al-ʿArabī, S.N.*
28. *Naʿīm Ṣiddīqī. Muḥsin-I Insāniyyat. Lāhawr: Al-Fayṣal Nāshirān Wa Tājirān, S.N.*
29. *Qiang Yang, Yudan Wang, Qin Wang, Yushi Jiang, And Jingpeng Li, "Harmonizing Sight And Sound: The Impact Of Auditory Emotional Arousal, Visual Variation, And Their Congruence On Consumer Engagement In Short Video Marketing," Journal Of Theoretical And Applied Electronic Commerce Research 20 (2025): 69. Https://Doi.Org/10.3390/Jtaer20020069*
30. *Reuters Fact Check. "Fact Check: Altered Video Shows Fake ABC News Report On Ukrainian Death Tally." Reuters, December 20, 2024. Https://Www.Reuters.Com/Fact-Check/Altered-Video-Shows-Fake-Abc-News-Report-Ukrainian-Death-Tally-2024-12-20/.*

31. *Ṣafī Al-Raḥmān Mubārakpūrī. Al-Raḥīq Al-Makhtūm, Lāhawr: Al-Maktabah Al-Salafiyyah, 2000AD.*
32. *Sayyidah Saʿdiyah Ghaznawī. Nabī Akram ﷺ Ba Ṭawr Māhir-I Nafṣiyāt. Lāhawr: Al-Fayṣal Nāshirān Wa Tājirān-I Kutub, 1995AD.*
33. *Shaykh ʿAbd Al-Ḥaqq Muḥaddith Dihlawī. Madārij Al-Nubuwwat, Mutarjim: Ghulām Muʿīn Al-Dīn Naʿīmī. Lāhawr: Shabbīr Barādarz, 2004AD.*
34. *Sulaymān Nadwī. Nuʿmānī, Shiblī, Sīrat Al-Nabī ﷺ. Lāhawr: Idārah Islāmiyyāt Publishers, 2002AD.*
35. *Zakariyyā Muḥyī Al-Dīn Yaḥyā Bin Sharaf Al-Nawawī. Al-Minhāj Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim Bin Al-Ḥajjāj, Bayrūt: Dār Iḥyāʾ Al-Turāth Al-ʿArabī, S.N.*